فروری 2023ء

ماہنامہ

سبق پھر پڑھ

لاہور

بیاد

بابائے خلافت، چودھری رحمت علی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ

مدیرِ مسئول

ال عمران چوہدری

دارالسّلام

تمام مسلم ممالک کو ملا کر کُرّۂ ارض پر معرضِ وجود
میں آنے والی عظیم تر اسلامی مملکتِ واحدہ کا نام

لٹریچر دستیاب ہے (بالکل فری)

آپ اپنی تعلیم، پیشہ اور دنیا میں دینِ حق کو سربلند کرنے میں آپ کی تڑپ کے متعلق ایک مختصر جملہ بھیج کر درج ذیل لٹریچر مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ خرچہ ڈاک بھی بذمہ ادارہ ہوگا۔

نام	صفحات
1- اسلام پر کیا گزری	16
2- نظامِ خلافت ہی کیوں؟	16
3- ہماری سمت درست نہیں	16
4- خلافت، فیوض و برکات	08
5- ہمارا تعارف اور ہدف	04
نوٹ:	
1- ان پمفلٹس کا صرف ایک سیٹ منگوا سکتے ہیں۔	
2- پتہ صاف ستھرا اور واضح لکھیں تاکہ ڈاک کا مسئلہ نہ ہو۔	
3- خود بغور پڑھیں اور آگے کسی دوسرے کے حوالے کریں۔	
4- طلبا و طالبات کو ترجیح دی جائے گی۔	

ملنے کا پتہ: دارالسلام (4 - B / 29) واپڈا ٹاؤن لاہور موبائل: 0300 - 8425428

منزل سے آگے بڑھ کر منزل تلاش کر
مل جائے تجھ کو دریا تو سمندر تلاش کر
سجدوں سے تیرے کیا ہوا صدیاں گزر گئیں
دنیا تیری بدل دے وہ سجدہ تلاش کر

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

بَلِّغْ

مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ

مُدیر
چودھری رحمت علی مرحوم بابائے خلافت

نوٹ

1۔ عطیات وواجبات بینک الحبیب لمیٹڈ کی برانچ واپڈا ٹاؤن، لاہور کے اکاؤنٹ نمبر 4-01-101 0040-0081-000 میں جمع کروائیں۔

2۔ ”سبق پھر پڑھ“ کی مطلوبہ کاپیاں خرید کر آپ اپنے ہاں مفت یا قیمتاً تقسیم کر کے اشاعتِ دین کے فرضِ منصبی سے عہدہ براء ہو سکتے ہیں۔

3۔ ادارہ کا مضمون نگار سے کلی طور پر اتفاق ضروری نہیں۔

زرِتعاون

فی شمارہ :-/30 روپے
سالانہ :-/300 روپے

بیرونِ پاکستان منگوانے کے خواہشمند حضرات علیحدہ رابطہ کریں۔

اے اللہ! ہمیں وہی کام کرنے کی توفیق عطا فرما جو مسلمانانِ عالم کو دنیا میں بالا کر دیں، جو تیرے دین کو غالب کر دیں

سبق پھر پڑھ

ماہنامہ لاہور۔ پاکستان

جلد: 31 شمارہ 02 شعبان 1444ھ فروری 2023ء

اس شمارے میں

☆ اداریہ: مالکِ یوم الدین ---------- 04
☆ ہماری مشکلات اور ان کا حل ---------- 08
☆ انسانی غلامی کا ماضی اور حال ---------- 20

مقامِ اشاعت
چودھری ال عمران پبلشر نے میٹرو پرنٹرز سے چھپوا کر دارالسلام، واپڈا ٹاؤن، لاہور سے شائع کیا

CPL NO. 91

CPL NO. 91

مالکِ یوم الدین

ادار یہ / ڈاکٹر نجم الدین

سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں تین الفاظ شامل ہیں۔(مالک‘یوم اورالدین)’’مالک‘‘ سے مراد اللہ رب العزت ہیں۔یوم کے معانی دن کے ہیں۔الدین سے مراد وہ خاص دن ہے جس دن انسانوں کو حساب اور جزا.سزا کے لیے اکٹھا کیا جائے گا۔’’یوم الدین‘‘ کو قرآن پاک میں مختلف ناموں سے ذکر کیا گیا ہے۔ان میں سے چند یہ ہیں......’’یوم القیمہ‘یوم الوقت المعلوم‘یوم الفصل‘یوم التغابن‘یوم الساعہ‘یوم یبعثون‘‘۔ان سب ناموں سے مراد ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے قیامت یعنی جزا اور سزا کا دن۔اب ہم قرآن ہی سے جزا اور سزا کے دن کے بارے میں دلیل لیتے ہیں۔

ا۔﴿قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون...... 79‘قال فانک من المنظرین...... 80‘ الی یوم الوقت المعلوم...... 81‘قال فبعزتک لاغوینھم اجمعین...... 82‘الا عبادک منھم المخلصین...... 83‘﴿سورۃ ص﴾۔

ترجمہ:’’ابلیس نے کہا اے رب العزت مجھے اس دن تک مہلت دیجیے جس دن سب زندہ ہوں گے(قیامت کے دن تک)۔اللہ نے کہا بے شک تو مہلت دیے جانے والوں میں سے ہے ایک معلوم مدت تک(جس کی مدت مجھے اللہ کو معلوم ہے)ابلیس نے کہا آپ کی عزت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کروں گا(بہکادوں گا)سوائے ان میں سے جو آپ کے مخلص عباد ہوں گے (عبادت اور قیامِ دین خلافت کرنے والے)۔

۲۔﴿اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون﴾(الانبیاء‘1﴾۔

ترجمہ! اے محمد ﷺ! ان لوگوں کے حساب کا وقت قریب ہے لیکن وہ غفلت میں پڑے منہ پھیرے ہوئے ہیں (قرآن، دین، نظامِ اسلام سے)۔

۳۔﴿اللہ یبدوٗا الخلق ثم یعیدہ ثم الیہ ترجعون ۔ویوم تقوم الساعۃ یبلس المجرمون ﴾〈الروم' 11〉

ترجمہ: ''اللہ نے ہی پہلے تخلیق کیا تھا پھر دوبارہ پیدا کرے گا۔ پھر اللہ کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ جب قیامت برپا ہو گی تو مجرم لوگ مایوس ہو جائیں گے۔ (مزید دیکھیں الحج:1' النمل:25' العنکبوت:23' الزمر:31' الدخان:41' الجاثیہ 26' القیامہ:1,2,3,4)

اہم نقاط

۱۔ اللہ کی طرف سے شیطان کو مہلت (کھلی چھٹی) دی گئی ہے کہ انسان کو گمراہ کر سکے۔

۲۔ تمام انسانوں کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جائے گا جس کا علم صرف اللہ رب العزت کو ہے۔

۳۔ قیامت کا دن بالکل قریب ہے لیکن لوگ غفلت میں اس قرآن (دین اسلام) سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

۴۔ اللہ سے جھگڑنے کا مطلب قرآن (دین، نظامِ خلافت) کے بارے میں جھگڑنا ہے، اس جھگڑے کی وجہ سے دین میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

۵۔ غور و فکر کی بات یہ ہے کہ جو خالق انسان کو عدم سے وجود میں لا سکتے ہیں تو کیا مکمل انسان کی موت کے بعد دوبارہ زندہ نہ کر سکیں گے؟ یقیناً قیامت والے دن زندہ کریں گے۔

۶۔ یقیناً ایمان لانے والے اور کفر و شرک کرنے والوں کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ ہوگا۔

۷۔ قرآن، عبادت، آخرت اور دوبارہ زندگی کے منکرین ہی مشرک ہیں۔

۸۔ قیامت والے دن انسانوں کی باقاعدہ صف بندی کر دی جائے گی۔

۹۔جن لوگوں نے اللہ کے احکامات،ملاقات کا انکار کیا وہی لوگ قیامت کے دن اللہ کی رحمت سے مایوس ہوں گے اور دردناک سزا پائیں گے۔

۱۰۔اللہ رب العزت کی عبادت اور قیامت کے منکرین و مجرمین کا انجام تباہی اور جہنم کا عذاب ہوگا۔

خلاصہ

۱۔انسانوں کے حساب (عبادت) کے لیے ایک دن مقرر کیا گیا ہے جسے یوم الدین (قیامت کا دن، روزِ جزا و سزا) کہتے ہیں۔جس کا علم اللہ کو ہے اور وہی اسی دن کے مالک اور حکمران ہیں۔

۲۔جو لوگ دنیا کی زندگی میں اللہ کی عبادت (قیامِ دینِ خلافت و حاکمیت الٰہی) کی کوشش کریں گے وہ لوگ گمراہ بھی نہیں ہوں گے اور نہ مشقت و عذاب الٰہی میں مبتلا ہوں گے۔

۳۔جو لوگ عبادت الٰہی کا انکار کریں گے وہ لوگ گمراہ بھی ہوں گے اور ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا عذاب ہوگا۔

۴۔قیامت کا دن بالکل قریب ہے لیکن لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دوبارہ زندہ نہ کیے جائیں گے جب کہ ان کا وجود تک نہیں تھا تو اللہ نے ایک جرثومہ سے ان کو وجود بخشا۔تو کیا دوبارہ بنانا مشکل ہے؟

۵۔اللہ رب العزت ہی حاکم اور مالک ہیں آسمانوں اور زمینوں کے اور اس دن کے بھی جس دن قیامت برپا ہوگی۔

۶۔ویل ہے ان کے لیے جو قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہیں۔اور دنیا میں کھیل تماشہ میں لگے ہوئے ہیں۔حدیثِ رسول ﷺ نے فرمایا:''بندۂ مومن کے قدم قیامت کے روز ہل نہ سکیں گے جب تک ان سے پانچ سوالوں کے جواب نہ لیے جائیں گے۔

1۔عمر کہاں گزاری؟(مقصدِ زندگی کو پورا کرنے کے لیے یا خواہشات و ضروریات

زندگی کے لیے)؟

2۔زندگی میں جوانی کا حصہ کہاں اور کیسے گزارا؟

3۔مال کہاں سے کمایا‘ کہاں لگایا؟

4۔اس مال کو کہاں خرچ کیا؟

5۔جو علم حاصل کیا اس پر عمل کہاں تک کیا؟ حقِ عبادت (قیام و دینِ خلافت) ادا کرنے کی کوشش کی یا نہیں؟

تمام انسان تین گروہوں میں تقسیم: قیامت کے دن تمام انسانوں کو تین گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

1۔اصحاب یمین 2۔اصحاب شمال 3۔السابقون اولون

اصحاب یمین: وہ لوگ جنہوں نے مقصد کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کی۔جن کے اعمال صالح کا پلڑا بھاری ہوگا۔ان کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔

اصحاب شمال: وہ لوگ جنہوں نے دینِ اسلام قبول نہ کیا ہوگا ان کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

السابقون اولون: یہ لوگ سبقت لے جانے والے ہوں گے۔اور مقرب الٰہی ہوں گے۔عبادت الٰہی‘ قیامِ دینِ خلافت میں سبقت لے جانے والے لوگوں نے دنیا کی زندگی میں سبقت لے جا کر کوشش کی ہوگی ان کو جنت کی شکل میں انعام ملے گا۔

مسنون دعائیں: جب بھی ہم مالک یوم الدین آیت پڑھیں تو ہمیں درج ذیل دعائیں مانگنی چاہییں۔

﴿اللھم حاسبنی حسابا یسیرا﴾ ﴿ربنا لا تواخذنا یوم الدین﴾ ﴿لا تخزنیی یوم القیمه﴾

خلافت، ہمارے جملہ مسائل کا حل

(یہ تحریر چودھری رحمت علی مرحوم 'بابائے خلافت' کی تصنیف کردہ کتاب ''خلافت، ہمارے جملہ مسائل کا حل'' سے لی گئی ہے۔ کتاب چونکہ تقریباً 125 صفحات پر مشتمل ہے اور ایک انتہائی قیمتی تحریر ہے لہٰذا اس کو مرحلہ وار ماہنامہ ''سبق پھر پڑھ'' میں شائع کیا جا رہا ہے۔ ملاحظہ ہو قسط نمبر 7)

ہماری مشکلات اور ان کا حل

باب پنجم...... چودھری رحمت علی مرحوم

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا وقت کے اس موڑ پر امتِ مسلمہ آج اگر ذلت و خواری سے دوچار ہے تو یہ حادثۂ جانکاہ کوئی راتوں رات نہیں ہو گیا۔ ہمارے زوال کی داستان تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال پر محیط ہے۔ جس نسبت سے ہم خلافت سے دور ہوتے چلے گئے اس سے کئی گنا سرعت سے ہم قعرِ ذلت و مسکنت میں لڑھکتے چلے گئے۔ جیسا کہ شروع میں کہا گیا اگر ربِ کائنات بالفرض ایک ساعت اس کائنات سے لاتعلق ہو جائے تو اسی لمحے پوری کائنات کے نظام کی بربادی لازمی ہے۔ اسی طرح جب حاملین خلافت اپنے فرائضِ منصبی سے منہ موڑ گئے تو اس دنیا کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ جب دنیا کی قیادت صالحین کی بجائے اللہ کے باغیوں کے ہتھے چڑھ گئی تو شر، فساد، استحصال، عریانی و فحاشی وغیرہ کا لاوا پھوٹ پڑا۔ دنیا ظلم سے بھر گئی۔ جہنم کی آگ ہر طرف دہکنے لگی۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون ضابطۂ حیات بن گیا۔ دنیا کے باسی بشوں (جھاڑیوں) اور گورباچوفوں یا گورباچوبوں (موجودہ سربراہان امریکہ و روس) یعنی لکڑیوں کے رحم و کرم پر ہو گئے۔ بھولے بھٹکے اور بگڑے ہوئے معاشروں کی کرتوتوں سے دنیا وہی منظر پیش کرنے لگی جسے قرآن یوں بیان کرتا ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَھُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ ٥ (الروم:۴۱)

''خشکی اور تری میں فساد برپا ہوگیا لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے''

آگے بڑھنے سے پہلے اس حقیقت کو اچھی طرح اَز بر کر لیں کہ مسلمانوں کا اس دنیا میں عروج وزوال براہِ راست خلافت کے وجود و عدم سے منسلک ہے۔ جب خلافت قائم تھی دنیا میں غالب بھی ہم ہی تھے۔ جونہی خلافت سے قدرے روگردانی ہوئی' ہم بھی اسی نسبت سے نظامِ خلافت کی برکات سے محروم ہو گئے۔ پھر جب خلافت بے جان و برائے نام ہوگئی تو ہم اغیار کی غلامی اور کاسہ لیسی پر مجبور ہو گئے اور آج جب خلافت کا وجود ہے ہی نہیں' ہم ہیں کہ کفار و مشرکین کے رحم و کرم پر۔ یعنی وہ ہیں ترقی یافتہ ممالک (Developed Nations) اور ہم ہیں تیسری دنیا کے ممالک (Third World Countries) یہ بھی ان کی ڈپلومیسی ہے کہ وہ ہمیں ''تھرڈ ورلڈ اقوام'' کہتے ہیں ورنہ ان کا مطلب تو ''تھرڈ کلاس لوگ'' ہی کہنا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے ایسا کہنے میں ان کا چنداں قصور بھی نہیں کیونکہ

؎ اے بادِ صبا ایں ہمہ آردہ تست

بیماری و علالت کی تشخیص ہو چکی ہے۔ ہماری جملہ گراوٹوں' ذلتوں اور مسکنتوں کی ''ایک'' ہی وجہ ہے اور وہ ہے دنیا میں اس وقت خلافت کا نہ ہونا۔ علاج بھی واضح کہ خلافت کی بحالی ہی سے ہم مسلمان اپنا کھویا ہوا مقام پھر حاصل کر سکتے ہیں۔ ایسی مشکلات جن سے خلافت نہ ہونے کی وجہ سے ہم وقت کے اس موڑ پر دوچار ہیں یا بالفاظِ دیگر جو خلافت ہی کی بحالی اور دوبارہ قیام سے حل ہو سکتی ہے' درج ذیل کی جاتی ہے۔ یاد رہے اس چھوٹی سی تصنیف میں ان جملہ مشکلات کا احاطہ تو ناممکن ہے جو اس وقت امت کو درپیش ہیں لہٰذا ہم چند نمایاں اور موٹے موٹے مسائل کے ذکر پر ہی اکتفاء کریں گے۔

وسائل وذرائع کی مصنوعی تقسیم:

خلیفہ وخلافت سے روگردانی کر کے اور وہ بھی اغیار کی سازشوں کے تحت ہم نے اسلامی دنیا کو مصنوعی حد بندیوں میں تقسیم کردیا۔ یہ ایران‘ اردن‘ پاکستان‘ سعودی عرب‘ مراکش وغیرہ اس عظیم تر اسلامی مملکت کے صوبے تو ہو سکتے تھے جو ایک خلیفہ کی زیرِ قیادت ہوتی اور جسے ہم ’’دارالسلام‘‘ (اس سلسلے میں ہمارے رسالے ’’دارالسلام‘‘ کا مطالعہ کریں) سے موسوم کرتے‘ خود مختار مملکتیں قطعاً نہیں۔ بات کتنی واضح ہے کہ خلافتِ راشدہ کے دور میں جب اسلامی دنیا کی سرحدیں افغانستان سے مراکش تک پھیلی ہوئی تھیں اور جب وہ ذرائع ابلاغ اور ذرائع آمدورفت یکسر نہ تھے جو آج ہیں تو پوری اسلامی دنیا ایک ہی خلیفہ کے زیرِ کمان تھی لیکن آج جب پورا کرۂ ارض ’’ایک دنیا‘‘ (One World) کا روپ دھارے ہوئے ہے تو ہم مسلمان قرآن وسنت کی بنیادی تعلیمات کو پسِ پشت ڈال کر اپنی اس عظیم دنیا کو تقریباً پچاس خودمختار مملکتوں میں تقسیم کئے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا اس سے زیادہ دانائی وحقیقت فہمی کی بات اور کیا ہوگی کہ دین محض ایک عقیدہ (Dogma) ہے اگر صرف تھیوری اور تصور میں رہے۔ لیکن جب اسے بالفعل قائم کردیا جائے تو یہی خلافت ہے‘ اسی کو اقامتِ دین کہتے ہیں اور یہی تمام پیغمبروں کی جدوجہد کا بالا انجام حاصل رہا ہے۔

اب ان پچاس خودمختار مملکتوں اور ان کے اتنے ہی سربراہوں‘ جو شعوری یا غیر شعوری طور پر غاصبانہ پوزیشنوں پر متمکن ہیں‘ کے معرضِ وجود میں آنے سے اسلام کو جو سب سے بڑا نقصان (Setback) ہوا‘ وہ یہ ہے کہ ہمارے وہ وسائل وذرائع جو ایک سربراہ کی کمان پر ہونے تھے منقسم ہو کر اپنی افادیت کھو بیٹھے ہیں۔ بلکہ اکثر وبیشتر ان درجنوں سربراہوں کے آپس کے تصادم کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔ جو باہمی تصادم کی نذر ہونے سے بچ جاتے ہیں‘ انہیں آسان شرائط بلکہ استحصالی طور پر اغیار کو لوٹنے کا موقع مل جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ ذرا غور کریں تو اس وقت صورتِ حال کچھ ایسی ہے کہ تقریباً آدھی مسلم دنیا کفار ومشرکین کی مقروض ہے

جب کہ باقی آدھی ان کفار و مشرکین کی داتا۔یعنی اغیار کے بینک‘ کارخانے‘ فیکٹریاں وغیرہ چل رہی ہیں تو عرب شیوخ کے سرمائے سے۔

انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک پھیلی ہوئی اسلامی دنیا میں ہر طرح کی آب وہوا اور زمینی خاصیتیں (Soil Characteristics) میسر ہیں‘ لہٰذا دنیا کی کوئی پیداوار ایسی نہیں جو اس وسیع وعریض خطۂ زمین میں پیدا نہ ہوسکتی ہو۔لیکن ہمارے آپس کے عدم تعاون (Non Co-ordination) اور خودغرضانہ پالیسیوں کی وجہ سے ہمیں پیٹ پوجا تک کے لئے اغیار کے کھیتوں کا محتاج ہونا پڑتا ہے۔

زیرِ زمین ذخائر کا تو کیا کہنا۔شاید ہی کوئی دھات اور دوسرے ذخائر ایسے ہوں جو دنیا کے اس خطہ میں نہ پائے جاتے ہوں۔پھر دنیا کا سب سے بڑا ہتھیار اور سیال سونا یعنی تیل تو سمندروں کی مانند اسی خطہ ارض میں ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔لیکن خلیفہ کی عدم موجودگی میں کیا ہے یہ سب کچھ کس گن؟ بدنظمی تک کی یہ حد کہ ہر قسم کا خام مال (Raw Material) اونوں پونوں میں چھینا جاتا ہے تو ہم سے اور پھر ڈھال ڈھلا کر مہنگے داموں بیچا جاتا ہے تو وہ بھی ہمیں اللوں تللوں کے پاس۔یقین نہ آتا ہو تو خانہ کعبہ کے اردگرد کی مارکیٹوں میں جا کر خود بچشمِ سر دیکھیں۔

پھر ربِ کعبہ نے اسلامی دنیا کو کرۂ ارض پر ایسی جگہ دے رکھی ہے کہ اکثر و بیشتر بری‘ بحری اور فضائی شاہراہیں اسی حصہ سے ہوکر گزرتی ہیں۔کسی ایک اور قوم کی نشاندہی کریں جسے ایسی سہولت حاصل ہو؟ لیکن امت کی کشتی کے ناخدا کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ سب کچھ بے معنی ورائیگاں۔قصہ دو اور دو چار کی طرح واضح ہے کہ اس وقت بھی اسلامی دنیا کے پاس افرادی قوت بے پناہ‘ سرمایہ بے حد و بے حساب‘ ذمینی ذخائر بے انداز‘ دنیا بھر کی شاہراہوں کی لگام اس کے ہاتھ میں‘ لیکن خلافت کی عدم موجودگی میں ہر چیز بدنظمی و بے ہنگمی کا شکار۔گھر میں اگر آٹا‘ دال‘ مصالحہ وغیرہ سب کچھ ہو لیکن اہلِ خانہ کو بھوکا رہنا پڑے یا بدمزہ کھانا میسر ہو تو قصور کس کا؟ ظاہر ہے یارانی کی بے سلیقی کا یا ملازمین کی لوٹ کھسوٹ کا۔

اغیار غالب، خیرِ امت مغلوب:

کلیجہ منہ کو آتا ہے یہ رقم کرتے ہوئے کہ اس وقت دنیا میں اسلام والے مغلوب ہیں اور کفار و مشرکین ہیں کہ غالب و قاصر۔ عالمی برادری کے ادارہ یعنی سلامتی کونسل کے کل ۱۵ ارکان ہیں جن میں سے پانچ ہیں کہ مستقل اور باقی دس غیر مستقل۔ چراغ لے کر ڈھونڈھیں آپ کو ان مستقل ارکان میں ایک بھی مسلمان نہیں ملے گا۔ ظاہر ہے اول تو یہ مستقل اور غیر مستقل ہونا ہی غیر مستقل ارکان کی طرف سے مستقل ارکان کو غالب تسلیم کرنے کے مترادف ہے لیکن اس پر مزید استہزا یہ کہ مستقل پانچ ارکان میں سے ہر ایک ''ویٹو پاور'' کا حامل ہے۔ یعنی دنیا کی پوری برادری بھی اگر کوئی قرارداد پاس کرلے تو ''ویٹو پاور'' کا حامل کوئی ملک تن تنہا اپنی ایک ٹھوکر سے اسے رد کر سکتا ہے۔

پھر عالمی سطح پر جتنے ادارے ہیں ان کے ہیڈ کوارٹرز زیادہ تر ان ممالک میں ہیں جو غیر مسلم ہیں'' عالمی سطح پر کوئی سیمینار یا مذاکرہ وغیرہ ہو تو اس کی زبان (Medium of instructions) وہ زبانیں ہوتی ہیں جو غیر مسلموں کی ہیں۔ حد یہ کہ ایسے مذاکروں کا انعقاد اگر کسی مسلمان ملک میں بھی ہو تو مذاکرہ بہرحال انگریزی یا کسی دوسری بدیسی زبان میں ہی ہوگا۔ دنیا کی منڈی میں چلے جائیں، لین دین ڈالر، پونڈ، سٹرلنگ یا ین وغیرہ میں ہوگا۔ آپ اپنے ملک کی کرنسی اٹھاتے پھریں، کوئی پہچانے گا ہی نہیں جب تک آپ خود اس کا حدود اربعہ واضح نہیں کریں گے کسی مسلمان ملک کی کسی یونیورسٹی کی سند بے وقعت سمجھی جائے گی جب تک اس پر کسی غیر مسلم یونیورسٹی کا ٹھپہ نہ لگ جائے۔ مرعوبیت کا یہ عالم ہے کہ آپ غیر مہذب ہی گردانے جائیں گے جب تک آپ وہ زبان نہ بولیں جو سفید چمڑی والا بولتا ہے بلکہ بولتے وقت وہی لہجہ تک استعمال نہ کریں جو اس کے حلق سے نکلتا ہے، آپ کے بچوں کو جاہل ہی تصور کیا جائے گا اگر وہ ابو امی کی بجائے ڈیڈی، اور ممی نہ کہیں یا چچا، چچی جان کی بجائے انکل اور آنٹی کے کلمات استعمال نہ کریں۔

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اللہ رب العزت تو ان کو مومن ہی تسلیم نہیں کرتا جو دنیا میں مغلوب رہ کر گزر بسر کر رہے ہوں۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد رہتی دنیا تک انسانوں بالخصوص ان لوگوں تک جو غیر مسلم گھرانوں میں پیدا ہو گئے قرآن وسنت کا پیغام پہنچانا امتِ مسلمہ کا فرض منصبی ہے۔ امت یہ فرضِ منصبی اسی صورت میں ادا کر سکتی ہے جب اس سے بڑھ کر کوئی اور طاقتور گروہ یا سپر طاقت دنیا میں موجود نہ ہو ورنہ ایسی طاقت پیغام پہنچانے کے عمل میں حائل ہو کر کروڑوں انسانوں' جن کی نجات کا دارومدار پیغام رسانی پر تھا' محروم رکھنے کا باعث بن جائے گی۔ یہ وہ صورت حال ہے جو اس وقت دنیا میں بالفعل موجود ہے۔ یعنی غلبہ ہے دنیا پر تو کفار ومشرکین کا اور مغلوب ہیں تو مسلمان۔ یہ مشکل کبھی در پیش ہی نہ آتی اگر دنیا میں خلافت قائم ہوتی۔ لیکن موجودہ صورت میں مسلمان بھی اللہ کے ہاں قابل گرفت ہیں کہ وہ اپنے فرضِ منصبی کی انجام دہی سے قاصر ہو گئے اور وہ اربوں انسان بھی سزا کا مستوجب ٹھہرے جن تک اگر پیغام پہنچ جاتا تو شاید ان میں سے اکثر کی نجات کا باعث بن جاتا۔ اکثر کا لفظ ہم نے اس لیے استعمال کیا کیونکہ اسلام مسلمانوں کو غیر مسلموں تک صرف پیغام پہنچانے کا مکلّف قرار دیتا ہے' کسی کو بزور مسلمان کرنے کا نہیں۔ چنانچہ اس بارے میں ہدایت یہ ہے کہ " **لاا کراہ فی الدین** 'یعنی دین کے معاملہ میں جبر نہیں''۔ بالفاظِ دیگر کسی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ضرور ہی مسلمان ہو۔ پیغام حاصل کرنے کے بعد اگر کوئی گزشتہ روش اور پہلے سے اختیار شدہ دین پر قائم ودائم رہنا چاہتا ہے تو مسلمان مملکت میں بھی ایسا کرنے کا کلیۃً مجاز ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ پیغام پہنچانے کے عمل میں مزاحم نہیں ہو سکتا۔ پیغام پہنچنے کے بعد بہر حال وہ اپنی صوابدید کے مطابق زندگی گزارنے کا مکمل اختیار رکھتا ہے۔ (**He can exist but can't resist**)۔

اگلے موضوع پر بحث کرنے سے پہلے ہم اس مقام پر پھر ایک بار اس انتہائی ضروری سوال کو اٹھاتے ہیں کہ یہ دنیا میں غیر فطری الٹ پلٹ کہ جن کو غالب ہو کر رہنا تھا وہ مغلوب اور

جن کا مقدر مغلوبیت تھا وہ غالب' کیسے ممکن ہوگیا ہے؟ چند الفاظ میں اس کا جواب یہی ہے کہ دنیا سے نظامِ خلافت کے انقطاع یا عدم موجودگی کی صرف ''ایک'' وجہ سے۔ امت کو درپیش اس عظیم مسئلے کا حل بھی مضمر ہے تو صرف بحالیٔ خلافت میں۔ وہ عدلِ اجتماعی آج بحال ہوجائے' کل والا سورج اِن شاء اللہ اس دنیا پر طلوع ہوگا جہاں اسلام غالب ہوگا۔ فطری ماحول میسر ہوگا تو فطری نتائج برآمد ہوں گے ورنہ اس پودے کی مانند جو کھلی فضا ہی میں نشو ونما پانے کا عادی ہو اگر آپ اندھیری کوٹھری میں رکھ دیں تو بیچارہ پودا مشکلات سے ہی دوچار ہوگا' لاکھ جتن کریں کبھی بار آور نہ ہوگا۔

کافر مطاع' مسلم مطیع:

جیسا کہ اوپر بیان ہوا اسلامی دنیا کے وسائل و ذرائع ایک سربراہ کی کمانڈ پر ہوتے تو دنیا میں اسلامی دنیا کے پائے کی دوسری کوئی طاقت ہوتی ہی نہ کیونکہ ایسی صورت میں تو مسلمانوں کو نصرتِ ایزدی بھی میسر ہوتی اور ظاہر ہے جس کو تائیدِ ایزدی حاصل ہو اس کی طاقت کا اور ثانی کون؟ ''**اِنْ یَّنْصُرْ کُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُم**'' مسلمانوں کی ناعاقبت اندیشی اور کم کوشی کی وجہ سے جب اغیار بالا ہوگئے تو وہ اس پوزیشن میں بھی ہوگئے کہ مسلمانوں کو اپنی من مانیوں کا نشانہ بنائیں اور جیسا چاہیں ڈکٹیٹ (Dictate) کرائیں۔ چنانچہ مسلم دنیا کا اب تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ جن کو انہوں نے مطلوبہ حدود (Within bounds) کے اندر رکھنا تھا وہ الٹے انہیں اپنی خواہشات اور من مرضیوں کا پابند کئے ہوئے ہیں۔ دینِ قیم میں مسلمانوں کو جو ہدایات دی تھیں وہ تو یوں:

وَ اِنْ تُطِعْ اَکْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ o (الانعام:۱۱۶)

''اور اے محمد ﷺ! اگر تم ان لوگوں کی اکثریت پر چلے جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔ وہ تو محض گمان پر چلتے ہیں اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔''

ایک دوسری جگہ پر فرمایا:

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ (الاحزاب:۴۸)

''اور ہرگز اطاعت نہ کرنا کفار و مشرکین کی اور نہ کوئی پروا کرنا ان کی اذیت رسانی کی۔ بھروسہ کرنا اللہ پر۔ اللہ ہی اس کے لیے کافی ہے کہ آدمی اپنے معاملات اس کے سپرد کر دے۔''

یہی مفہوم ہے ہادیٔ برحق علیہ السلام کے ارشادِ مبارک کا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ قرآن وسنت کی ان واضح ہدایات پر امت مسلمہ کیسے عمل پیرا ہے۔ آئیں ڈالیں ایک نظر اس داستان حزن وغم پر:

قرآن کریم میں تاکیداً کہا گیا کہ اتنے مسلح رہو کہ دشمن کے گھر میں تمہاری دہشت رہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ج لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ط اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ (الانفال:۶۰)

''اور تم لوگ' جہاں تک' تمہارا بس چلے' زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلہ کے لئے مہیا رکھو۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے اعداء کو خوف زدہ رکھو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے۔''

اب ایک طرف تو اللہ کا یوں دوٹوک آرڈیننس اور دوسری طرف امریکہ کا یہ کہنا کہ کوئی مسلمان ملک ایٹم بم بنانے کی سوچ تک نہیں' واقعات کی دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ کس کی مجال کہ امریکہ کی ٹالے؟ معذرتوں پر معذرتیں کہ ہم ہرگز ایسی جسارت نہیں کریں گے۔ ہمارا ایٹمی پروگرام تو محض پرامن مقاصد کے لیے ہے۔ ایسا ہو گیا کیوں کہ ہم اپنے رب کی اطاعت کی بجائے امریکہ کی اطاعت پر مجبور ہیں۔ محض اس لیے کہ خلافت سے منہ موڑ کر ہم اتنے گر گئے کہ یہ

تک سوچ بیٹھے کہ اللہ تعالیٰ تو کبھی قیامت کو پوچھے گا۔لیکن امریکہ بہادر تو کل ہی ہمارا حقہ پانی بند کردے گا۔

مالی واقتصادی امداد کا معاملہ لے لیں۔ہمیں حکم جو دیا گیا تو یہ کہ کفار ومشرکین کو ذمی اور چھوٹا یعنی ''صاغرون'' بنا کر رکھنا ہے اور اس چھوٹے ہو کر رہنے اور اپنے آپ کو خلیفۂ وقت کی محافظت میں دینے کے صلے میں ان سے جزیہ وصول کرنا ہے۔فرمایا:

قَـاتِـلُـوا الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوۡنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُـوۡلُهٗ وَلَا يَدِيۡنُوۡنَ دِيۡنَ الۡحَقِّ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ حَتّٰى يُعۡطُوا الۡجِزۡيَةَ عَنۡ يَّدٍ وَّهُمۡ صٰغِرُوۡنَ۝ (التوبہ:۲۹)

''جنگ کرو اہلِ کتاب میں سے ان لوگوں کے خلاف جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جو کچھ اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے اسے حرام نہیں کرتے اور دینِ حق کو اپنا دین نہیں بناتے (ان سے لڑو) یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اور چھوٹے بن کر رہیں۔''

اب ہمارے رب کا حکم تو کافروں سے جزیہ وصول کرنے کا ہے اور کافروں نے اس کے برعکس ہمیں اس طرح پھانس رکھا ہے کہ ہم نے پیٹ پوجا کی خاطر ان سے قرضوں پر قرضے لے کر نہ صرف خود کو بلکہ اپنی آئندہ نسلوں کو بھی مقروض کردیا ہے۔اب بتایئے ہم کس کی اطاعت کررہے ہیں؟ان کافروں کی یا اپنے رب کی؟ اللہ کے رسول ﷺ کو تو یہ گوارا نہ ہوا کہ ایک ایسے شخص کا جنازہ پڑھتے جس کے متعلق پتہ چلا کہ وہ مقروض ہے جب تک کہ کسی دوسرے نے اس کا قرض ادا نہ کردیا۔اب اللہ کے رسول موجود ہوتے تو فرمایئے ہم میں سے کس کا جنازہ پڑھاتے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

کفار ومشرکین سے قرضے لے کر زیر بار ہونا تو دور کی بات' اللہ کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام اکثر دعا کیا کرتے' اے اللہ! مجھ پر کسی فاجر کا احسان نہ ہونے دینا کہ جس کی وجہ سے

میرے دل کے کسی گوشے میں اس کے لیے محبت پیدا ہو جائے۔ تعلیمِ رسالت مآب ﷺ تو یہ کہ سوار ہونے کی حالت میں اگر کہیں چابک ہاتھ سے گر جائے تو خود اتر کر اسے اٹھا لینا بہتر ہے اس سے کہ خواہ مخواہ آدمی کسی دوسرے کا ممنون ہوتا پھرے۔

پھر ہمارے رب کو یہ سخت ناپسند ہے کہ مسلمان غیر مسلموں سے دوستی کی پینگیں بڑھائیں۔ بلکہ جو مسلمان اس قبیح حرکت میں ملوث ہوں انہیں برملا منافق قرار دیتا ہے۔ قرآن میں آیا۔

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۙ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ (النساء :۱۳۸۔۱۳۹)

''اور جو منافق اہلِ ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں ان کے لیے دردناک سزا ہے۔''

کافروں کے ساتھ دوستی تو درکنار ربِ کائنات کو یہ تک گوارا نہیں کہ کوئی مسلمان اپنے ایسے باپ اور بھائی سے راہ و رسم رکھے جن کے دلوں میں کفر کے لیے انس ہو: چنانچہ فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ (التوبہ:۲۳)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے باپوں اور بھائیوں کو بھی اپنا رفیق نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں۔ تم میں سے جو ان کو رفیق بنائیں وہی ظالم ہیں۔''

ادھر ہمارے رب کے یہ احکامات اور ادھر آدھی امت امریکہ کی دوست و مطیع فرمان اور دوسری آدھی روس وغیرہ کی۔ خدارا خود انصاف کیجئے، ہم کس کی اطاعت کر رہے ہیں؟ رحمان کی یا شیطان کی؟ ہمارے حکمران تو جب ان کافروں کے صدور و وزراء سے ملتے ہیں تو قوم کو جو مژدہ سناتے ہیں وہ ہوتا ہی یہ ہے کہ بڑے دوستانہ ماحول میں بات چیت

ہوئی۔عالمی امور پر ہمارے خیالات میں مکمل ہم آہنگی پائی گئی۔اف پناہ' کفر اور اسلام میں ہم آہنگی اور وہ بھی مکمل' ہوتا اصل میں یہ ہے کہ وہ اغیار تو ہمارے خودساختہ اسلامی ممالک کے خودساختہ سربراہان سے سب راز کی باتیں اگلوا لیتے ہیں اور ہم شاداں وفرحاں کہ کیا ہی اچھی پذیرائی ہوئی ہے ہماری۔

کفار ومشرکین کے ہاں پہنچتے ہی مسلمان راہنما جو دوسرا مژدہ بڑی دھوم دھام سے اپنے لوگوں کو سناتے ہیں۔وہ یہ کہ فلاں ایئرپورٹ پر پہنچتے ہی ان کا انتہائی پرتپاک استقبال کیا گیا۔توپوں کی سلامی دی گئی۔سڑک کے دونوں طرف کھڑے لوگوں نے تالیاں بجا بجا کر استقبال کیا۔فلاں فلاں اخبار نے پہلے صفحے پر فوٹو دے دی۔کئی دفعہ تو ایسے اخبارات کی جھلک ٹیلی ویژن پر اٹھا اٹھا کر عوام کو دکھائی جاتی ہے۔پھر ریڈیو ٹیلی ویژن پر بار بار یہ رٹ کہ فلاں بڑے نے ہمارے فلاں معرکے کو بڑا سراہا۔ہماری فلاں کارکردگی کی بڑی حوصلہ افزائی ہوئی۔عزت افزائی ایسی کہ برابری کی سطح پر خوشگوار ماحول میں مذاکرات کے دور ہوئے۔اب ایک طرف تو اغیار سے عزت کی یوں بھیک اور دوسری طرف قرآن میں رب کائنات کا یہ فرمان:

اَیَبۡتَغُوۡنَ عِنۡدَھُمُ الۡعِزَّۃَ فَاِنَّ الۡعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیۡعًا۝(النساء: ۱۳۹)

''کیا یہ لوگ عزت کی طلب میں ان کے پاس جاتے ہیں؟ حالانکہ عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لئے ہے۔''

خود ہی فیصلہ فرمایئے یہ کس کی پیروی ہو رہی ہوتی ہے؟

پھر جیسا کہ ذکر ہوا دنیا کے باسیوں تک قرآن وسنت کی تعلیمات کا پہنچانا ہم مسلمانوں کا فرض منصبی ہے۔ارشاد رب کائنات یوں ہے:

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡھُمۡ

بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ط اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ o (النحل:۱۲۵)

''دعوت دو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ' اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو۔''

واقعات کی دنیا میں کیا ہیں آج کے مسلمان لوگوں کے لئے باعثِ تقلید؟ کیا دنیا بھر میں ہر کچے اور پکے گھر میں اللہ کا پیغام پہنچ رہا ہے؟ حقیقی صورتحال اس قدر مختلف ہے کہ دنیا میں اس قدر تہذیبیں غالب ہیں مسلمان ان کے اطوار و آداب کی نقل اتارنے کو اپنے لیے باعثِ افتخار سمجھتے ہیں۔ اگر آپ کسی ایسی مخلوق کو دیکھیں کہ جس کا لباس بدیسی' زبان انگریزی' رسم و رواج ہندی' خورد و نوش چائنی' بود و باش یورپی اور دین و مذہب کلیسائی ہو تو سمجھ لیں کہ یہ مسلمان ہے دنیا والوں کی رہنمائی پر مامور خود ایسا بھٹکا' ایسا بھولا کہ دوسروں کے پیچھے لگ گیا۔ دوسروں کو راستہ دکھانے والا خود اغیار کے راستے پر چل نکلا بلکہ کچھ زیادہ ہی پھرتی اور سرعت کے ساتھ۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

خود ہی بتائیے' کون سا سرمایہ عمل لے کر ہم قیامت کے دن حاضر ہوں گے اپنے رب کے حضور؟ کس کی اطاعت کی جا رہی ہے اور کون ہے اطاعت کرنے والا؟ کیا ابوبکرؓ و عمرؓ کسی قیصر و کسریٰ سے ایسے روابط رکھتے تو آتا وہ وقت کہ افغانستان سے لے کر بحرِ اوقیانوس تک پوری سرزمین اسلامی جھنڈے کے تلے آجاتی؟ ان کی خلافت' خلافت الٰہیہ تھی جبکہ ہماری ہے حجام کی سی۔ رب کائنات کی اس دنیا میں پھر وہی فضا پیدا ہو سکتی ہے بشرطیکہ اسی طرح کی خلافت دنیا میں پھر برپا ہو جائے۔

انسانی غلامی کا ماضی اور حال

......ڈاکٹر ساجد خاکوانی

ایک طویل زمانے سے غلامی کے مہیب سائے انسان کے ساتھ لگے ہیں' انسانی تہذیب عروج سے جانب زوال ہو یا زوال سے عروج کی طرف گامزن ہو' غلامی ہمیشہ اس کے ہم رکاب رہی ہے۔ کیسی ہی تہذیب ہو اور کسی بھی نوعیت کا تمدن ہو طوق انسان کے گلے کا زیور' ہتھکڑیاں انسانی کلائیوں کی تقدیر اور بیڑیاں بنی آدم کے قدموں کا مقدر رہے ہیں۔ اگرچہ جانوروں کو بھی اسی طرح ہانکا جاتا ہے لیکن ان کی نکیل کسی اور نوع کے ہاتھ نے تھامی ہوتی ہے لیکن یہ منظر آسمان ہمیشہ سے دیکھتا رہا ہے کہ انسان کے گلے میں بندھی رسی کا دوسرا سرا کسی انسان ہی کے ہاتھ میں رہا اور اس کی بولی لگانے والے انسان ہی تھے اور انسانی آقاؤں کی نسلوں کے ساتھ ان کے غلام بھی غلام ابن غلام ہی بنتے رہے۔

رومی تہذیب نے دنیا کی تاریخ میں ایک نام پیدا کیا ہے' آج تک اس کی باقیات پر تحقیقات و تدریسات جاری ہیں لیکن غلامی کے میدان میں رومی تہذیب بھی ننگ انسانیت ہے جبکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ سلطنت روم میں غلاموں کو کئی کئی دنوں کے بھوکے بھیڑیوں اور دیگر درندوں کے سامنے ڈال دیا جاتا تھا اور پھر اس غلام کے چیر پھاڑ کا تماشا کرتے ہوئے شرابوں کے گل چھرے اڑائے جاتے اور نظارہ کرنے والے کہتے کہ آج تو بڑا ہی مزا آیا ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ غلاموں کے دو گروہوں کو چھریاں' بھالے' تلواریں اور تیر و نیزے پکڑا کر ایک سیٹی بجانے والا منہ میں انگلیاں ڈال کر سیٹی بجاتا اور انسانوں کے یہ دو گروہ باہم دست بہ گریبان ہو جاتے' ایک دوسرے کو چیرتے' پھاڑتے' ہتھیاروں سے زخمی کرتے' لہولہان کرتے اور جب یہ اندوہناک خون آشام کھیل ختم ہوتا تو گویا آقاؤں کی شوق تفریح کو آسودگی حاصل ہو جاتی۔

غلاموں کی منڈیاں لگائی جاتیں' ان کی صحت اور ہنر کے حساب سے ان کی قیمت متعین ہوتی' لونڈیوں کی قیمت ان کے حسن و جمال اور شباب ونسوانیت کے مطابق ہوتی اور ایک بار جو غلامی کی گرداب میں پھنستا پھر نسلوں تک اس کی خلاصی ممکن نہ تھی۔ بازار میں بک گئے تو دوسرا آقا گلے میں رسی ڈال کر چلتا بنا اور جب وہ راہی ملک عدم ہوا تو اس کی اولاد نے اس انسانی متاع کو بطور وراثت بانٹ لیا غلاموں سے جو چاہا کام لیا' جو چاہا سلوک کیا' جیسے چاہا ان پر تشدد کیا اس وقت کا کوئی قانون آقا کو کسی ضابطے کا پابند نہ بناتا تھا۔ غلام کی جان' مال' عزت اور آبرو کچھ بھی اس کا اپنا نہ تھا حتیٰ کہ اس کی اولاد کا مالک بھی اس کا آقا ہی ہوتا' جس کی مرضی کے بغیر وہ اپنے عقائد بھی تبدیل کرنے کا مجاز نہ تھا۔

لونڈیوں کی حالت اس سے بھی بدتر تھی' جوانی میں ان کی کمائی کھائی جاتی۔ ان کی نسوانیت کو نوچا جاتا' انسانی درندے ان کو بھنبھوڑتے' جھنجھوڑتے اور حیوانی تسکین کا سامنا کرتے اور اس کے عوض ملنے والی اس کی اولاد کو اس کا آقا اپنی ملکیت میں شامل کر کے منڈی میں اس کا بھاؤ لگا کر اس کو ممتا تک سے محروم کر دیتا' گویا یہ انسانوں کی منڈیاں نہیں بلکہ انسانیت کی منڈیاں تھیں اور خرید وفروخت کرنے والے انسانوں کے بھیس میں درندوں سے چار قدم آگے نکلے ہوئے وحشت و سربیت سے عبارت مکروہ کردار تھے کہ جنہیں تاریخ نے بادل نخواستہ اپنے صفحات میں محفوظ کیا ہے۔ یہ عجائبات تاریخ میں سے ہے کہ جب کبھی کسی قوم کے پاس غلاموں کی تعداد کسی وجہ سے کم پڑ جاتی تو وہ غلاموں کی تلاش میں دوسری اقوام پر دھاوا بول دیتی۔ بغیر کسی وجہ کے یہ چڑھائی لازمی طور پر کسی کمزور قوم پر کی جاتی اور پھر ان کے قبائل کو رسیوں میں باندھ کر ہانکتے پکارتے ہوئے ان آزاد لوگوں کو غلامی کے اندھیر غار میں صدیوں تک دھکیل دیا جاتا۔ ان کی تقسیم اس طرح عمل میں آتی کہ خوبصورت عورتیں اور صحت مند نوجوانوں کو فاتحین کے سرداران آپس میں بانٹ لیتے اور بچا کھچا مال لشکریوں کے حصے میں آتا۔ گویا جس طرح ایک درندہ کسی جانور کا شکار کر کے بہترین گوشت کھالیتا ہے اور باقی ماندہ جنگل کے کمزور جانوروں کے حصے میں آجاتا

ہے۔

غلامی کا یہ عمل اس قدر وسیع تھا کہ دورِ قدیم میں غلامی کو ایک معاشی ستون کی اہمیت حاصل ہو چکی تھی جس قوم کے پاس جتنے زیادہ غلام ہوتے اس کی فصلیں اتنی ہی سرسبز و شاداب اور ان کا رقبہ اتنا ہی وسیع ہوتا۔ صحت مند غلاموں کی حامل قوموں کا مال دور دراز کی منڈیوں میں بکتا اور وہ خوب منافع کماتیں۔ صنعت کے میدان میں بھی آج قدیم تاریخی عمارات جن کا تعلق مشرق سے ہے یا مغرب سے سب کی سب غلاموں کے ہاتھوں سے تعمیر شدہ ہیں اور اسی طرح دفاع کا شعبہ بھی مضبوط غلاموں کا مرہون منت تھا' بڑی اور طاقتور فوج تعداد میں زیادہ اور جسم میں مضبوط غلاموں پر منحصر تھی اور ظاہر ہے دنیا تو طاقت کی زبان سمجھتی ہے' زیادہ غلاموں والے دنیا کے اقتدار و اختیار اور خزانوں کے مالک بنتے۔

یہ صورتحال اپنی پوری شدت کے ساتھ جاری و ساری تھی کہ طلوعِ اسلام کا وقت آن پہنچا۔ رحمت اللعالمین ﷺ نے دنیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ آقاؤں کے لیے قوانین جاری کیے اور انہیں نافذ کیا۔ محسن انسانیت ؐ نے پسند فرمایا کہ کثرت سے غلاموں کو آزاد کیا جائے چنانچہ شریعت نے ہر غلطی کے ازالے کے لیے جسے اصطلاح میں ''کفارہ'' کہا جاتا ہے غلاموں کو آزاد کرنے کی قانون سازی کی' چنانچہ حکم دیا کہ قسم توڑنے پر غلام آزاد کرو' بیوی کے ساتھ ظہار کیا ہے تو غلام آزاد کرو' روزہ توڑ دیا ہے اور قرآن نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں غلاموں کی آزادی کا درس دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت عثمان بن عفان ؓ جب محسن انسانیت ﷺ کو اپنے گھر بلاتے تو قدم مبارک گنا کرتے تھے' استفسار پر عرض کرتے کہ اتنے ہی غلام آزاد کروں گا۔ گویا ایک مقابلہ شروع ہو گیا کہ کون زیادہ غلاموں کو آزاد کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا قرب حاصل کرتا ہے۔

اسلام نے آقا سے اولاد جننے والی لونڈی کی فروخت پر پابندی لگا دی اور ایسی لونڈی کے وراثت میں اجرا کو بھی قانوناً ممنوع قرار دے دیا گیا' چنانچہ محسن انسانیت ﷺ کے حکم کے

مطابق اولاد والی لونڈی آقا کے مرنے کے بعد خود بخود آزاد ہو جاتی ہے۔ تاریخ انسانی میں سب سے پہلے اسلام نے یہ قانون جاری کیا کہ جو غلام اپنے آقا کو اپنی قیمت ادا کر دے وہ آزاد تصور ہو گا' ایسے غلاموں کو ''مکاتب'' کا نام دیا گیا۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قانون کو نہ صرف یہ کہ بزور ریاست جاری کیا بلکہ بیت المال سے ایسے غلاموں کی مالی اعانت بھی کی تا کہ وہ اپنے آقا کو ایک معقول رقم دے کر آزادی حاصل کر سکیں۔ غلاموں کے حقوق مقرر کیے گئے' ان کے قیام وطعام اور نان نفقہ کی ذمہ داریوں کا تعین کیا گیا۔ جو غلام گلیوں میں بھیک مانگتا ہوا اور کسمپرسی کی حالت میں ملتا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے آقا کو بلوا کر اس کی سرزنش کرتے اور حکم دیتے کہ اس کے حقوق ادا کرو یا پھر اسے آزاد کرو۔ لوگ حیران ہوتے تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اور ان کے غلام نے ایک قسم کا لباس زیب تن کیا ہوتا' حضرت جس تھان سے اپنے لیے کپڑا کٹواتے غلام کے لئے بھی اسی تھان سے کپڑا خریدتے۔ اسلامی تاریخ میں ایک طویل فہرست ہے ان غلاموں کی جنہوں نے علم و ادب اور سیاست میں نام پیدا کیا۔

یہ اسلامی نظام کے انسانی اثرات تھے کہ ہندوستان میں غلاموں کے ایک خاندان ''خاندانِ غلاماں'' اور مصر میں اسی طرح کے ''خاندان مملوک'' نے حکومت کی۔ گویا ماضی میں اپنے بنیادی انسانی حقوق تک سے محروم غلاموں کے طبقے میں اسلامی تعلیمات نے اس قدر اعتماد پیدا کیا کہ وہ مسند اقتدار تک آن پہنچے۔ خاندان غلاماں ہندوستان میں ایک بادشاہ کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا یا کوئی اور رشتہ دار تخت نشین نہ ہوتا بلکہ عمائدین سلطنت مل بیٹھتے اور کسی اہل اور قابل تر فرد کو یہ باگ سونپی جاتی۔ خاندان غلاماں کے بادشاہوں کے تاریخ ساز واقعات آج تک زبانِ زد عام و خاص ہیں۔ اسلام پوری دنیا میں پہنچا' کسی نے قبول کیا اور کسی نے نہ کیا۔ پوری دنیا میں قرآن و حدیث کی عربی گئی لیکن عربی غلامی نے کسی جگہ اپنا مقام نہ پایا۔ مفتوح اقوام اگرچہ آقاؤں کا بھیس پسند کرتی ہیں لیکن دور فاروقی میں جب اہل ایران نے عربی زبان اور عربی لباس کو رواج دینا شروع کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سختی سے منع کر دیا۔ چنانچہ اسلامی تعلیمات پوری دنیا

اوراس کرہ ارض کے ہر خطے اور سمندر کے ہر جزیرے میں پہنچیں لیکن عربی تہذیب وتمدن کو کہیں جگہ نہ ملی سوائے جزیرۃ العرب کے۔آج بھی تعلیمات اسلامیہ کے ماہرین اپنا مقامی لباس زیب تن کرتے ہیں اور علاقائی ومعاشرتی شعائر کے تحت زندگی گزارتے ہیں۔

مسلمانوں نے کم وبیش ایک ہزار سال تک اس دنیا میں مشرق سے مغرب تک حکومت کی‘ اس دوران غلامی کی زنجیریں کٹتی چلی گئیں اور اگر کہیں کٹ نہ سکیں تو اس قدر ڈھیلی پڑ گئیں کہ آقا اور غلام ایک ہی صف میں نظر آنے لگے گویا آقا اور غلام کے معنی ہی بدل گئے۔ان ایک ہزار سالوں میں بڑی قوموں نے چھوٹی قوموں پر خواہ وہ غیر مذہب سے ہی متعلق تھیں اپنا ناجائز تسلط نہیں جمایا‘ انہیں اپنا غلام نہیں بنایا‘ اپنی تہذیب وثقافت ان پر مسلط نہیں کی‘ انہیں اپنا تعلیمی وتکنیکی محتاج نہیں کیا‘ انہیں اپنے حق دفاع سے محروم نہیں کیا۔ان ایک ہزار سالوں میں کوئی جنگ عظیم نہیں ہوئی‘ باپ کے مرنے کے بعد پر امن انتقال اقتدار ہوتا اور اگلا بادشاہ تخت نشین ہو جاتا‘ کبھی انقلاب آئے بھی تو دو خاندانوں کے درمیان چند سو انسانوں کی قربانی سے راستہ صاف ہو گیا‘ اس دور کی تاریخ لاکھوں شہریوں کی قتل سے آنے والے کسی انقلاب سے خالی ہے۔ایک ہزار سالہ دور میں مقتدر مسلمان اقوام نے محکوم اقوام کے محروم طبقات کو حقوق کے نام باہم نہیں لڑایا‘ کمرشل ازم کے نام پر نوخیز بچیوں کی مسکراہٹ کو اپنے کاروبار کی وسعت کا ذریعہ نہیں بنایا عورتوں کے حقوق کے نام پر ان کی شرم انگیز آزادی سے آلودہ معاشرہ اس دورانیے میں کہیں نظر نہیں آتا اور نہ ہی جانوروں‘ پرندوں‘ چوپایوں اور درختوں تک کی افزائش نسل کرنے والا انسان اس پورے دور میں کہیں اپنی ہی نسل سے بیزار نظر آتا ہے۔کم وبیش گزشتہ تین سو سالوں سے مسلمانوں کے روبہ زوال ہونے سے سیکولر مغربی تہذیب نے دنیا میں اپنے جھنڈے گاڑے ہیں۔آج تین صدیوں کے بعد دنیا میں دیکھنے سے یہ واضح محسوس ہوتا ہے کہ گویا زمانہ قدیم کی غلامی ایک بار پھر نئے رنگ وروپ کے ساتھ آن موجود ہوئی ہے۔فرق صرف ایک ہے‘ ماضی کے غلام احساس غلامی سے عاری نہ تھے اور اپنے آپ کو غلام سمجھتے تھے لیکن آج اس سیکولر یورپی تہذیب کے غلام اس قدر غلامی

میں ڈوب چکے ہیں کہ گویا غلامی کو غلامی ہی نہیں سمجھتے۔ ’’گلوبل ویلیج‘‘ دراصل گلوبل غلامی کا دوسرا نام ہے۔ یورپ کے سیکولرازم نے پوری دنیا سے اس کا لباس چھین لیا ہے‘ پوری دنیا سے اس کی مقامی زبان چھین لی ہے‘ پوری دنیا سے ان کا مقامی تمدن اور علاقائی تہذیب چھین لی ہے۔ آج ٹیلی ویژن چینل کے کیمرے ڈھونڈتے اور تلاش کرتے پھرتے ہیں کہ کہیں کوئی پرانی تہذیب کے آثار ملیں اور اسے وہ قیمتی اثاثہ بنا کر پوری دنیا کو دکھائیں‘ گویا ایک تہذیبی وثقافتی غلامی ہے جس کے مظاہر پوری دنیا میں نظر آتے ہیں۔ سیکولر اہل مغرب صرف اسی انسان کو مہذب مانتے ہیں جو ان کا لباس پہنے اور ان کی زبان میں بات کرے‘ ٹوپی‘ پگڑی‘ لاچہ کھلی شلوار قمیص یا کوئی علاقائی مقامی لباس ان کے لیے غیر مہذب لوگوں کا لباس ہے۔ تعلیمی غلامی اس سیکولر یورپ کا ایک اور شاخسانہ ہے‘ آج آزاد ممالک زیر عتاب ہیں کہ صرف ایسا نصاب پڑھایا جائے جو نوجوان کو سیکولر مغرب کا ذہنی غلام بنائے‘ ایسا نصاب تعلیم جو علاقائی‘ مقامی یا مذہبی بیداری کا سبب بنے ان کے لیے ناقابل قبول ہے۔ ماضی کے حکمران اپنی یلغار سے دوسری اقوام میں سے اپنے غلام تلاش کرتے تھے‘ آج سیکولرازم کی تعلیمی اور تدریسی یلغار سے غلام تیار کیے جاتے ہیں۔ آفرین ہے کہ قرآن وحدیث پوری دنیا میں گئے لیکن عربی تہذیب نہیں پہنچی لیکن مقام فکر ہے کہ سیکولر انگریزی تعلیم نے معیار تعلیم کتنا دیا۔ یہ نوشتہ دیوار ہے جو چاہے پڑھ لے لیکن غلامی کے شعائر بدرجہ اتم منتقل کیے۔ آج منہ ٹیڑھا کر کے انگریزی بولنا اور انگریزی لباس پہنا ہی گویا پڑھے لکھے ہونے کی علامت ہے۔ ماضی میں جس طرح معاشی نظام کا ایک بہت بڑا عنصر غلامی تھی‘ آج بھی بڑے بڑے عالمی مالیاتی اداروں کے ذریعے سیکولر مغرب نے پوری دنیا کو اپنا معاشی غلام بنا رکھا ہے‘ دنیا کی کوئی قوم سود سے آزاد نہیں ہے اور قرضوں کے بوجھ تلے دبی ہوئی سسکتی انسانیت مجبور ہے کہ اس معاشی غلامی کے طوق اپنی اور اپنی نسلوں کی گردنوں میں ڈالتی چلی جائے کہ اس کے سوا بالکل ماضی کی مانند کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ ماضی میں صرف افراد کو ہتھیا کر اپنی منڈی لے جا کر فروخت کر دیتے تھے] آج کا سیکولر مغرب دیگر ممالک کے جنگلات‘ ان کی فصلیں اور بیمہ نام پر ان کی

زندگیاں تک اپنے نام کر کے انہیں ان کی ملکیت سے محروم کر چکا ہے۔

ماضی میں جس طرح غلاموں کو حق دفاع حاصل نہیں تھا' آج کا یورپی سیکولرازم بھی چھوٹی قوموں کو ان کے اس پیدائشی حق سے محروم کرتا چلا جا رہا ہے۔ خود ایٹم بم برسانے والے دوسروں سے کہتے ہیں تم چونکہ اس کا غلط استعمال کرو گے اس لیے اسے ترک کر دو' خود دنیا کی سب سے بڑی فوج رکھنے والے دوسروں سے کہتے ہیں کہ اپنی فوج کی تعداد کم کرو' خود دنیا کا تباہ کن ترین اسلحہ رکھنے والے دوسروں سے کہتے ہیں کہ تمہیں اس کا حق حاصل نہیں ہے' کیمیائی ہتھیاروں کے موجد دوسری قوموں پر اس لیے چڑھ دوڑتے ہیں کہ شاید ان کے پاس ایسے ہتھیار موجود ہوں اور کیا آسمان نے ایسا وقت بھی کبھی دیکھا ہوگا کہ ہزاروں میل دور دوسرے ملکوں میں شہروں کو ادھیڑنے والے اور دریاؤں میں پانی کی بجائے انسانی خون بہانے والے سیکولر فوجی امن پسند ہیں اور اپنے ہی ملک' قوم' علاقہ اور ایمان کا دفاع کرنے والے دہشت گرد ہیں۔

ماضی کی غلامی اس لحاظ سے شاید بہتر تھی غداروں کی پرورش تو نہ کرتی تھی' آج کا سیکولر مغرب قوموں میں سے چن چن کر غدار تلاش کرتا ہے انہیں دھونس' دھاندلی اور لالچ سے استعمال کرتا ہے اور پھر ٹشو پیپر کی مانند انہیں کوڑے کے ڈھیر میں پھینک دیتا ہے۔ ماضی کی غلامی نے جنسیت کی خاطر عورت کو اس کی مامتا سے محروم کیا تھا' آج کا سیکولرازم اس سے ہزار گنا زیادہ ننگ مامتا ہے۔ انسانیت کا راگ الاپتی اس سیکولر تہذیب نے انسان پر انسان کے بچے کو بوجھ بنا دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے غلامی کو فرد کی حد تک محدود کر کے اس کے اختتام کی جانب گامزن کر دیا تھا اور یہ مسلمانوں کے ایک ہزار سالہ دور کا نتیجہ تھا کہ انسانیت مجبور ہوئی کہ جینوا ایکارڈ کے ذریعے انسانوں کی خرید و فروخت پر پابندی لگائی جائے لیکن ننگ انسانیت سیکولر تہذیب نے جمہوریت کے نام پر افراد کو آزادی کا جھانسا دے کر پوری کی پوری اقوام کو اپنا غلام بنا لیا ہے' ان کی فکر ان کے مادی و انسانی وسائل اور ان کا عقیدہ و ایمان بھی اب اس نئے فریب آزادی میں لپٹے ہوئے دور غلامی سے محفوظ نہیں۔

ہماری دیگر تصانیف

قیمت	مصنف	نام کتاب
50روپے	چودھری رحمت علی	کتاب خلافت (پہلا ایڈیشن)
250روپے	چودھری رحمت علی	کتاب خلافت (دوسرا ایڈیشن)
50روپے	چودھری رحمت علی	جواز خلافت (اسلام انسانیت کا دین ہے)
50روپے	چودھری رحمت علی	خلافت ہمارے جملہ مسائل کا حل (کتابی شکل)
15روپے	چودھری رحمت علی	اسلام پر کیا گزری؟
20روپے	چودھری رحمت علی	شہادت علی الناس۔ ہمارا فرضِ منصبی
15روپے	پروفیسر عبدالجبار شاکر	خلافت راشدہ
20روپے	چودھری رحمت علی	عصرِ حاضر کے مسلمان اور اسلام
125روپے	مہندس محمد اکرم خان سوری	قرار دِ مقاصد میں وائرس
50روپے	ڈاکٹر نجم الدین	انسانیت کا دین؟ جمہوریت یا خلافت
250روپے	ڈاکٹر نجم الدین	الہ العالمین اور انسان

نوٹ:۔ پورا سیٹ -/800 روپے میں مہیا کر دیا جائے گا۔ ڈاک خرچہ بذمہ ادارہ

"سبق پھر پڑھ" کی جلدیں

جلد پنجم	جنوری 2005 تا دسمبر 2006
جلد ششم	جنوری 2007 تا دسمبر 2008
جلد ہفتم	جنوری 2009 تا دسمبر 2010
جلد ہشتم	جنوری 2011 تا دسمبر 2012
جلد نہم	جنوری 2013 تا دسمبر 2014
جلد دہم	جنوری 2015 تا دسمبر 2016

قیمت فی جلد -/250 روپے
ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

ملنے کا پتہ: دارالسلام واپڈا ٹاؤن، لاہور۔ فون 8425428 - 0300

Cell: 0300 - 8425428
Phone: 042 - 35187003
Fax: 042 - 35187003

Monthly
SABAQ PHIR PARRH
Lahore

Regd: CPL No. 91
Web: www.azmateislam.com
Email: khalafat@hotmail.com

ریاستِ مدینہ

حکومتِ وقت کی آج ریاستِ مدینہ کی طرز کی ریاست مسلمانانِ پاکستان بلکہ مسلمانانِ عالم کیلئے ایسی خوش کن صدائے سکون ہے کہ جس کی ٹھنڈک فرشتے بھی محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اسی خواہش کو وہ روح بھی محسوس کرتے ہونگے جو اللہ کے ہاں چلے گئے اس لیے کہ پاکستان کا وجود ہی اس غرض کیلئے معرضِ وجود میں آیا تھا۔ دعویٰ یہ کیا گیا تھا کہ ایک ایسی اسلامی ریاست کو معرضِ وجود میں لایا جائے گا جو قرآن وسنت کے کام کو بطور نمونہ کا پتہ دے گی۔

شاید یہ حقیقت ہمارے ذہن میں نہیں سماتی کہ ایسی ریاست صرف ایک ہی صورت میں وجود پذیر ہوسکتی ہے کہ انسان ساختہ آئین جو ہمارے ہاں اس وقت ہے کی بجائے قرآن وسنت کو آئینِ مملکت بنایا جائے۔ دورِ نبوت میں بھی مدینہ میں ایسی ریاست کبھی معرضِ وجود میں نہ آتی اگر 73ء کی طرح کا انسان ساختہ آئین بروئے کار لایا جاتا۔ دراصل مدینہ طرز کی ریاست کا نام لینے سے پہلے یہ اعلان ہونا چاہیے تھا کہ ہمارے ہاں مملکتِ عزیز میں قرآن وسنت بلکہ قرآن ہی آئینِ مملکت ہوگا کیونکہ قرآن میں خود سنت شامل ہے۔ اور تو اور محمد علی جناحؒ سے جب آئینِ پاکستان کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے ہاں آئین چودہ سو سال پہلے کا یعنی قرآنِ مجید ہے۔ سخت غلطی پر ہے وہ جو ہمارے ہاں موجودہ یعنی اللہ ساختہ آئین کی بجائے انسان ساختہ آئین سے مدینہ کی سی ریاست قائم کرنے کی امید رکھے۔ قرآن وسنت کو آئینِ مملکت بنائے بغیر تا قیامت ایسا نہیں ہوسکتا۔ یہ سو بات کی ایک بات ہے۔ قرآن وسنت کو آئینِ مملکت بنائے بغیر مدینہ کی سی ریاست کو معرضِ وجود میں لانے کی خواہش ایسے ہی ہے جیسے کہ وضو کیے بغیر نماز کا ادا کرنا۔

الداعی الی الخیر:
تحریکِ عظمتِ اسلام دارُالسّلام، واپڈا ٹاؤن، لاہور
فون: 0300-8425428, 0321-4114584